رسائل و مسائل

رشوت و خیانت کو حلال کرنے کے بہانے

سرکاری اہل کاروں کو جو نذرانے اور ہدیے اور تحفے ان کی طلب اور جبر و اکراہ کے بغیر کاروباری لوگ اپنی خوشی سے دیتے ہیں انھیں ملازمت پیشہ حضرات بالعموم جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ رشوت کی تعریف میں نہیں آتا اس لیے یہ حلال ہونا چاہیے۔ اسی طرح سرکاری ملازموں کے تصرف میں جو سرکاری مال ہوتا ہے اسے بھی اپنی ذاتی ضرورتوں میں استعمال کرنا یہ لوگ جائز سمجھتے ہیں۔ میں اپنے حلقہ ملاقات میں اس گروہ کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں مگر میری باتوں سے ان کا اطمینان نہیں ہوتا۔

ایک شخص یا اشخاص سے دوسرے شخص یا اشخاص کی طرف مال کی ملکیت منتقل ہونے کی جائز صورتیں صرف چار ہیں۔ ایک یہ کہ ہبہ یا عطیہ ہو برضا و رغبت' دوسرے یہ کہ خرید و فروخت ہو آپس کی رضامندی سے' تیسرے یہ کہ خدمت کا معاوضہ ہو باہمی قرارداد سے' چوتھے یہ کہ میراث ہو جو ازروئے قانون ایک کو دوسرے سے پہنچے۔ ان کے ماسوا جتنی صورتیں انتقال ملکیت کی ہیں' سب حرام ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ جو روپیہ ایک افسر یا اہل کار کسی صاحب غرض سے لیتا ہے یا جو استفادہ وہ اس مال سے کرتا ہے جو دراصل پبلک کا مال ہے اور پبلک کاموں کے لیے اس کے تصرف میں دیا جاتا ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ خرید و فروخت اور میراث کی تعریف میں تو آتا نہیں' پھر کیا وہ ہبہ یا عطیہ ہے؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک سوال کا جواب کافی ہے۔ کیا یہ ہبہ یا عطیہ ایک اہل کار کو اس صورت میں بھی ملتا جب کہ وہ اس منصب پر نہ ہوتا یا پنشن پر الگ ہو چکا ہوتا۔ اگر نہیں تو یہ عطیہ یا ہبہ نہیں ہے کیوں کہ یہ اس کے منصب کی وجہ سے اس کے پاس آرہا ہے' نہ کہ کسی ذاتی تعلق یا محبت یا ہمدردی کی بنا پر۔ اب کیا یہ ان خدمات کا معاوضہ ہے جو ایک اہل کار اپنے منصب کے سلسلہ میں انجام دیتا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ درحقیقت معاوضہ بھی نہیں ہے۔ معاوضہ تو صرف وہ تنخواہ اور الاؤنس ہیں جو ملازم ہونے کی حیثیت سے آدمی کو ملتے ہیں۔ ان کے ماسوا جو کچھ ایک اہل کار اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے سلسلہ میں حاصل کرتا ہے وہ تو خیانت ہے جو پبلک فنڈ میں سے کی جاتی ہے' یا ناجائز خدمات کا معاوضہ ہے جو شرائط ملازمت کے خلاف عمل کرنے کے بدلہ میں آدمی کو ملتا ہے۔ یا

جائز خدمات کا ناجائز معاوضہ ہے کیونکہ شرائط ملازمت کے حدود میں رہتے ہوئے کام کرنے کا معاوضہ تو بشکل تنخواہ آدمی پہلے ہی لے چکا ہے اس پر پھر مزید معاوضہ حاصل کرنا صریح طور پر حرام خوری ہے۔ یہ تو تھی اصولی بحث ' اب دیکھیے کہ اس معاملہ میں شرعی احکام کیا ہیں۔

ابو حمید الساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکاری ملازمین جو ہدیے وصول کرتے ہیں یہ خیانت ہے (مسند احمد)۔ انھی ابو حمید کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اللتبیہ نامی ایک شخص کو قبیلہ ازد پر عامل بنا کر بھیجا۔ جب وہ وہاں سے سرکاری مال لے کر پلٹا تو بیت المال میں داخل کرتے وقت اس نے کہا کہ یہ تو ہے سرکاری مال اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ اس پر حضورؐ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا ''میں تم میں سے ایک شخص کو اس حکومت کے کام میں جو اللہ نے میرے سپرد کی ہے عامل بنا کر بھیجتا ہوں تو وہ آکر مجھ سے کہتا ہے کہ یہ تو ہے سرکاری مال 'اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ لوگ اسے خود ہدیے دیتے ہیں تو کیوں نہ وہ اپنے ابا اور اپنی اماں کے گھر بیٹھا رہا کہ اس کے ہدیے اسے وہیں پہنچتے رہتے؟'' (بخاری، مسلم، ابو داود)۔

بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جس شخص کو ہم کسی سرکاری خدمت پر مقرر کریں اور اسے اس کام کی تنخواہ دیں وہ اگر اس تنخواہ کے بعد اور کچھ وصول کرے تو یہ خیانت ہے۔ رویفع بن ثابت انصاریؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ یہ حرکت نہ کرے کہ مسلمانوں کے فے (یعنی پبلک کے مال) میں سے ایک جانور کی سواری لیتا رہے اور جب وہ بیکار ہو جائے تو اسے پھر سرکاری اصطبل میں داخل کر دے۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کا یہ کام بھی نہیں ہے کہ مسلمانوں کے فے میں سے ایک کپڑا برتے اور جب وہ پرانا ہو جائے تو اسے واپس کر دے (ابو داؤد)۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی (ابو داود)۔

عدی بن عمیرۃ الکندیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا لوگو! جو شخص ہماری حکومت میں کسی خدمت پر مقرر کیا گیا اور اس نے ایک تاگا یا اس سے بھی حقیر تر کوئی چیز ہم سے چھپا کر استعمال کی تو یہ خیانت ہے جس کا بوجھ اٹھائے ہوئے وہ قیامت کے روز حاضر ہو گا (ابو داود)۔

یہ ہیں اس مسئلے میں نبیؐ کے ارشادات 'اور یہ اپنے مدعا میں اتنے واضح ہیں کہ ان پر کسی تشریح و توضیح کے اضافے کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ اپنی حرام خوری کے لیے طرح طرح کے حیلے اور بہانے پیش کرتے ہیں اور اسے اپنی چال بازیوں کے ذریعہ حلال بنانے کی کوشش کرتے ہیں 'آپ ان سے

کہیے کہ اگر حرام کھاتے ہو تو کم از کم اسے حرام تو سمجھو، شاید کبھی اللہ اس سے بچنے کی توفیق دے دے۔ لیکن اگر حرام کو حلال بنا کر کھایا تو تمھارے ضمیر مردہ ہو جائیں گے، پھر کبھی حرام سے بچنے کی خواہش دل میں پیدا ہی نہ ہو سکے گی۔ اور جب خدا کے ہاں حساب دینے کھڑے ہو گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت تمھارے بدلنے سے نہیں بدل سکتی۔ حرام حرام ہے، خواہ تم اسے حلال بنانے کی کتنی ہی کوشش کرو۔

پھر لوگوں سے کہیے کہ اگر خدا اور آخرت اور حساب اور جزا و سزا، یہ سب تمھارے نزدیک محض افسانہ ہی افسانہ ہے تب تو حرام و حلال کی بحث ہی فضول ہے۔ جانوروں کی طرح جس کھیت میں ہریالی نظر آئے اس میں گھس جاؤ، اور جائز و ناجائز کی بحث کے بغیر کھاؤ جتنا کھایا جا سکے۔ لیکن اگر تمھیں یقین ہے کہ اوپر کوئی خدا بھی ہے، اور کبھی اس کے سامنے جا کر حساب بھی دینا ہے، تو ذرا اس بات پر بھی غور کر لو کہ آخر یہ حرام کی کمائی کس کے لیے کرتے ہو؟ کیا اپنے جسم و جان کی پرورش کے لیے؟ مگر یہ جسم و جان تو اس خدمت پر تمھارے احسان مند نہ ہوں گے بلکہ تمھارے خلاف خدا کے ہاں الٹا استغاثہ کریں گے کہ تو نے ہمیں اس ظالم کی امانت میں دیا تھا اور اس نے ہمیں حرام کھلا کھلا کر پرورش کیا۔ پھر کیا بیوی بچوں کے لیے کرتے ہو؟ مگر یہ بھی قیامت کے روز تمھارے دشمن ہوں گے اور تم پر الٹا الزام رکھیں گے کہ یہ ظالم خود بھی بگڑا اور ہمیں بھی بگاڑ آیا۔ پھر آخر یہ عذاب الٰہی کے خطرے میں اپنے آپ کو کس لیے ڈال رہے ہو؟ --- کیا کبھی موت آنی ہی نہیں ہے؟ یا مرنے کے بعد کوئی جائے پناہ تجویز کر رکھی ہے جہاں خدا کی پکڑ سے بچ جانے کی امید ہے؟ **(سید ابوالاعلیٰ مودودی)**

بنکوں میں نفع و نقصان کا شراکتی کھاتہ

بنکوں میں نفع نقصان شراکتی کھاتہ میں جو رقوم رکھی جاتی ہیں ان پر نفع کے نام سے بنک جو رقم دیتے ہیں آیا وہ شریعت کی رو سے جائز ہے؟ میرے بعض تحریکی دوست اسے جائز سمجھتے ہیں مگر مجھے شرح صدر نہیں ہے۔ کیا شرعاً یہ کشمیری مجاہدین کو بھیجی جا سکتی ہے؟ کیا اس سے اپنے لیے لائبریری کے لیے دینی لٹریچر خریدا جا سکتا ہے؟ بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اس سے ٹرسٹ بنانا اور مدرسے کھولنا جائز ہے؟
نفع نقصان شراکتی کھاتہ میں سے یکم رمضان کو زکوٰۃ وضع کی جاتی ہے۔ کیا یہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟

بنک میں نفع و نقصان میں شراکتی کھاتے کے نام سے جو کھاتہ جاری کیا گیا ہے وہ سود ہے اور اس سے حاصل کردہ منافع سودی منافع ہے۔ ایسے منافع کے مستحق فقرا و مساکین اور مفلوک الحال لوگ ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کے دوستوں کا نظریہ اور طرز عمل درست نہیں ہے۔ منافع کی یہ رقم جو نفع و نقصان شراکتی کھاتہ سے ملتی ہے، سودی ہے۔ اسے آپ مجاہدین کشمیر، یتیموں، بیواؤں اور بوسنیا کے مہاجرین و مجاہدین کی امداد میں دے سکتے ہیں، اپنے استعمال میں لانا کسی صورت میں بھی جائز نہیں